لامذہبی دور کا تاریخی پس منظر

مولانا محمد تقی صاحب امینی صدر مدرس دار العلوم معینیہ اجمیر

۳

نظریہ سیاست کے بعد مذہب ایک مشین میں تبدیل ہو گیا تھا

غرض جدید دور میں "ناکیاویلی" کے نظریہ سیاست کے بعد زندگی میں سیاست کی ایک لہر دوڑ گئی۔ اب ہر چیز سیاسی عینک سے دیکھی جانے لگی اور مذہب ایک مشین یا رسمی علامتوں میں تبدیل ہو گیا۔

اور مذہبی نمائندوں کی حقیقت بینی کی نگاہیں پہلے ہی سلب ہو چکی تھیں۔ انھوں نے بھی اپنے تحفظ و بقا کی خاطر اسی سیاسی عینک سے دیکھنے میں عافیت سمجھی۔ پھر اہلِ سیاست و مذہب دونوں کی مشترکہ مساعی سے ایک سیاسی مذہب کی "نمود" ہوئی جسکو فطری مذہب کا نام دیا گیا۔

فطری مذہب کی ترتیب و تدوین میں اہلِ سیاست ہی کا غلبہ رہا۔ مثلاً بوڈن (BODIN) ہربرٹ (HERBERT.) وغیرہ

ابتدا میں اس مذہب کے سیاسی خدوخال زیادہ واضح نہ تھے اس بنا پر اس کو مذہب وحی کے بالمقابل نہ سمجھا گیا۔ لیکن جب اس کے نوک پلک درست کرنے کا وقت آیا اور اس کے مطابق عمارت کی تعمیر ہونے لگی تو اس حقیقت کے باور کرنے میں کوئی دشواری نہ تھی کہ دراصل یہ سیاسی مذہب ہے جو مذہبِ وحی کے بالمقابل نمودار ہوا ہے۔

چنانچہ اس مذہب کے فروغ پانے کے بعد اخلاقیات و نفسیات جیسے اہم مذہبی عنوان بھی "دینیات" سے آزاد ہو گئے اور انسانیت کی نئے انداز میں تعبیر و توجیہ ہو کر سیاست کو اپنے تقاضہ اور مطالبہ کو پورا کرنے میں مزید سہولتیں ہو گئیں۔

ذیل میں تو زائیدہ مذہب فطرت کا کسی قدر تفصیلی تذکرہ کیا جاتا ہی تاکہ اس میں لامذہبیت کے "جراثیم" دیکھنے میں سہولت ہو۔

فطری مذہب کی نمود

فطری مذہب کے نام سے سیاسی مذہب کی نمود اور اس کی تعلیمات

فطری مذہب وہ ہی' جو تمام خارجی رسوم و روایات سے آزاد ہو اور محض فطرت انسانی پر مبنی ہو۔ اس کی تعلیمات درج ذیل ہیں:۔

"بوڈن" اپنے ایک دوست کو توحید کلی کی حمایت کرتے ہوئے لکھتا ہی۔

"مذہب کے مختلف خیالات سے گمراہ مت ہو۔ دل و جان سے صرف اسی حقیقت پر قائم رہو کہ سچا مذہب اس کے سوا کچھ نہیں کہ ایک پاک روح اپنا رخ خدا کی طرف رکھے یہی میرا مذہب ہی، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یہی مسیح کا مذہب ہی"

پھر آگے چل کر کہتا ہے:۔

"اگر وقتاً فوقتاً اعلیٰ درجہ کے انسان بطور "اسوۂ حسنہ" نوعِ انسان میں پیدا نہ ہوتے رہیں تو لوگ اندھیرے میں بھٹکتے پھریں۔ بنی اسرائیل کے بزرگانِ خاندان اور انبیاء یونان و روما کے عارف ایسے ہی لوگ تھے۔ [۵]

"بوڈن" افلاطون کی خاص طور پر اس لئے تعریف کرتا ہے کہ اس نے خدا اور بقائے روح کی تعلیم دی تھی اس کا خیال ہے کہ جو کچھ افلاطون نے شروع کیا تھا اس کو مسیح نے پورا کیا اور اس کے بعد خدا کے منتخب لوگ اسی راستہ کی تعلیم دیتے رہے۔

اس مرحلہ میں مذہب وحی کی مخالفت زیادہ واضح نہیں ہی۔ ظاہر نظر میں صرف اتنی بات ہے کہ انبیا و رسل کی اصل حیثیت ختم کردی گئی ہی۔

مذہب فطرت کا ایک مبلغ تورالبا "TORALBA" کہتا ہے:۔

"بہترین مذہب وہی ہے جو قدیم ترین بھی ہی سب سے پہلے انسان نے اپنا علم اور تقویٰ

۵؎ تاریخ فلسفہ جدید جلد اول صفحہ ۹۶

براہِ راست خدا سے حاصل کیا...... جب لوگوں نے اس فطری مذہب کو ترک کر دیا جو عقل کے ساتھ ان کی طبیعت میں ودیعت کیا گیا ہے تو وہ گمراہ ہو گئے، فطری قانون اور فطری مذہب انسان کے لئے کافی ہے۔ اس کے علاوہ تمام مذاہب عیسائیت یہودیت اسلام اور دیگر غیر عیسوی مذہب سب کے بغیر کام چل سکتا ہے۔ فطری مذہب کے لئے کسی مخصوص تعلیم و تربیت کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان اس کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور وہ انسان کی فطرت میں موجود ہے۔ جو عقل ہمیں ودیعت کی گئی ہے وہ نیک و بد میں تمیز کر سکتی ہے۔ خاص خاص لوگوں میں یہ مذہبی اور اخلاقی قابلیت دوسروں سے زیادہ پائی جاتی ہے "

اس مبلغ نے زندگی کو ایک ایسی منزل پر پہونچا دیا ہے جس میں وہ مذاہب وحی کے حدود و قیود کی محتاج نہیں رہتی ہے۔ اس کی رہنمائی کے لئے مجہول فطرت اور آزاد عقل کافی ہے لیکن اس بات کی کوئی ضمانت نہیں پیش کی کہ آگے چل کر یہ "فطرت" کہیں "ہوس" میں نہ تبدیل ہو جائے اور پھر ہوس و عقل دونوں آزادی و بیباکی کے ساتھ رہنمائی کے فرائض انجام دینے لگیں

لارڈ ہربرٹ نے اس مذہب کو زیادہ موثر انداز میں پیش کیا تھا

مذہبِ فطرت کو زیادہ وسیع حلقوں سے روشناس کرانے والا اور نفسی و منطقی دلیلوں کے ذریعہ زیادہ مکمل صورت میں پیش کرنے والا لارڈ "ہربرٹ" (Lord Herbert) ہے "

"ہربرٹ" نے مذہبِ فطری کی تعلیم کے لئے ایک نظریۂ علم قائم کیا تھا جس کا خلاصہ یہ ہے:

"اگر ہمیں "صداقت" کا ادراک ہو سکتا ہے تو اس مقصد کے لئے ضرور ہماری طبیعت میں کچھ ملکات ہوں گے۔ یہ ملکات ان حقائقِ کلیہ کی بنا پر ہیں جو مختلف مذاہب کے مقابلہ سے معلوم ہو سکتے ہیں "

"حاسۂ ظاہری و باطنی اور عقلِ نقّاد کے علاوہ ہم میں ایک "جبلت" ہے جو ایسے حقائق تک لے جاتی ہے جو تمام انسانوں میں مشترک ہیں۔

پھر "جبلت" کو مختلف انداز سے دلائل و براہین کے ذریعہ ثابت کر کے فطری مذہب کو وہ جبلی احساس

پر قرار دیتا ہے اور نہایت نفیس بات کہتا ہے کہ:۔

"ہم میں ایسے ملکات وجذبات موجود ہیں جن کے تجربہ کا "مواد" ان کے حوصلہ کے موافق میدان عمل پیش نہیں کرتا ہے۔ نیز ان جذبات کو اس محدود تجربہ سے تسکین بھی نہیں ہوتی ہے اس بنا پر صرف ایک کامل سرمدی اور لامحدود ہستی ہی ہماری تسکین کامل کا باعث ہو سکتی ہے" ان جذبات کا صحیح معروض خود خدا ہے لہذا ہر صحیح الفطرت شخص میں یہ ملکۂ مذہبی پایا جاتا ہے گو یا اس کا ارتقار نہایت مختلف طریقوں سے ہو اور وہ کبھی خارجی عبادت میں ظاہر نہ ہو"

"ہربرٹ" پانچ قضیوں پر مذہب کی بنا قرار دیتا ہے جو اس کے نزدیک ہر جگہ صحیح ہیں۔

(۱) ایک اعلیٰ ترین ہستیِ الٰہی کا وجود ہے اس ہستی کی پرستش کرنی چاہیئے۔ اس کی پرستش کا سب سے اہم جزو نیکی و پارسائی ہے۔

(۲) کفریہ باتوں اور جرم سے توبہ کرنی چاہیئے۔

(۳) اس زندگی کے بعد اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

(۴) مختلف مذاہب میں ہر وہ بات جو ان اعتقادات کی تردید نہیں کرتی بلکہ تائید کرتی ہے اس پر ایمان لانا چاہیئے۔

(۵) اگر کچھ لوگ ایسے ہیں جو ان کو صحیح نہیں سمجھتے تو یہ اس لئے ہے کہ بہت سے غلط اور نامناسب تصورات مذاہبِ مروجہ میں داخل ہو گئے ہیں اور بعض لوگ ان سے بیزار ہو کر تمام مذاہب کو حتیٰ کہ مذہب فطری کو رد کر دیتے ہیں ان پانچ میں اصل تین ہیں بقیہ دو انھیں کی تشریح و توثیق کے لئے ہیں۔ ہربرٹ اُن سب کے متعلق کہتا ہے کہ:۔ "مذہب کے لئے یہ پانچ ارکان کافی ہیں ہمیں چاہیئے کہ انھیں مضبوط پکڑیں اور بحث طلب مسائل کو برطرف کر دیں"

"اُس فطرت کے ذریعہ جس پر مذہبِ فطری کی بنیاد ہے انسان کو ایک مسلسل باطنی وحی ہوتی رہتی ہے جس سے وہ مذہبی پیشواؤں کے پند و نصائح سے آزاد ہو جاتا ہے۔"[1]

فطری مذہب کی خامیاں و کمزوریاں ظاہر ہے کہ یہ مذہب کس قدر مختصر اور جواہر و جراثیم "کی تفصیلات سے مُعرّیٰ ہے

---

[1] تاریخ فلسفۂ جدید اول۔

"فطرت" کی وحی کو عملی شکل میں متشکل ہوتے وقت کیا کیا دشواریاں پیش آتی ہیں؟ اور کون کون سے موثرات ومحرکات مزاحم بنتے ہیں؟ پھران پر قابو پانے کے لئے کیا صورتیں اور تدبیریں اختیار کی جاتی ہیں؟ ان تمام تشریحات سے یہ مذہب خالی ہے۔ صرف اتنی بات ہے کہ "فطرت کے ذریعہ ایک مسلسل باطنی وحی ہوتی رہتی ہے" انسان زندگی کے میدان میں ہوس رانیوں سے کیسے محفوظ رہ سکتا ہے؟ اور سخت قسم کی مزاحمتوں اور مخالفتوں کا "توڑ" کئے بغیر کب تک یہ باطنی وحی آتی رہے گی؟ کیا اس مشاہدہ سے انکار کی گنجائش ہے کہ بسا اوقات مزاحمتوں کے ہجوم میں فطرت کی اصل آواز (وحی) دب جاتی ہو اور اندرونِ خانہ چھپی ہوئی "ہوس" جو تصویر بنائی ہو اسی کو فطرت کا نام دیدیا جاتا ہے، چونکہ اشخاص کے لحاظ سے ہوس کی بنائی ہوئی تصویریں مختلف ہوتی ہیں۔ اس بناپر نام نہاد فطرت کی صداؤں میں بھی تفاوت نظر آتا ہے۔ ورنہ اصلی فطرت کی اصلی آواز (وحی) میں اس قدر یکسانیت وہم آہنگی ہونی چاہیئے کہ کسی اور شے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

مذکورہ پانچ ارکان کا ماخذ "ہربرٹ" کی تعلیم کے مطابق اگر ہم جبلت کو تسلیم کرلیں تو جب تک اُن کا طریق ارتقار نہ واضح کیا جائے گا اس وقت تک کوئی بات بن سکیگی اور نہ مفید نتیجہ برآمد ہوگا۔

لارڈ ہربرٹ عملاً سیاسی آدمی تھا

اس میں شک نہیں کہ "ہربرٹ" ایک حساس طبیعت وبیدار مغز انسان تھا۔ وہ انسانیت کی تباہی وبربادی کو ہنسی خوشی برداشت کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ لیکن حالات کی مجبوریوں کی وجہ سے عملاً سیاسی آدمی تھا۔ اس وجہ سے مذہب جیسے اہم نفسیاتی وآفاقی مسئلہ پر بھی خارجی نقطۂ نظر سے بحث کرتا تھا۔ داخلی نقطۂ نظر بڑی حدتک اس کی نظر سے اوجھل تھا۔ اسی کا نتیجہ ہو کہ مذہبِ فطرت کے نام سے چند چیزیں اجمالی طور پر اُس نے پیش کیں۔ بقیہ زندگی کے اور بیشمار حالات ومعاملات میں کوئی رہبری نہ کی بلکہ درپردہ بے لگام عقل وہوس کو رہنما بنانے کی تلقین کی۔

فطری مذہب کی وضاحت کے لئے نفسیاتی موثرات کی بحث

اس مذہب نے آگے چل کر کیا گل کھلایا اور لامذہبی دور میں یہ کس طرح تبدیل ہوا اس کی تفصیلی بحث آئندہ صفحات میں آرہی ہو۔ ذیل میں موقع کی مناسبت سے زندگی کے "نفسیاتی موثرات" کی اجمالی بحث کی جاتی ہو تاکہ فطرت اور اس کی مزاحمت کی قوت کا صحیح

اندازہ ہو کر فطری مذہب "اصلی روپ" میں سامنے اسکے ابتدائی اور بنیادی حیثیت سے چار "موثرات" زندگی میں اہم پارٹ ادا کرتے ہیں

(۱) فطرت (۲) وراثت (۳) ماحول اور (۴) تربیت

فطرت کی تعریف | (۱) فطرت "قبولِ حق" کی قوت و استعداد کا نام ہے جو پیدائش کے ابتدائی مرحلہ میں ہر فرد کو عطا ہوتی ہے۔ اس کی حیثیت "تخم" کی سمجھنا چاہیے جس طرح تخم میں بالقوہ نشو ونما اور درخت بننے کی استعداد موجود ہوتی ہے اسی طرح فطرت میں نشو و نمائی اور برگ و باری کی استعداد ہوتی ہے۔

فطرت کے اس مرحلہ میں ہر انسان نیک اور صالح ہوتا ہے۔ نیز زندگی کے ہر موڑ اور ہر موقف پر یہ "لائٹ" کا کام دیتی رہتی ہے البتہ جب دوسرے مزاحم موثرات کا غلبہ ہو جاتا ہے تو اس کی روشنی مدھم پڑکر دب جاتی ہو اور زندگی کے احوال وکوائف میں مزاحم کے اثرات نمایاں ہو جاتے ہیں۔

"LEXXICAN" کی لغت میں فطرت کی یہ تعریف ہے۔

فطرت بچہ کی وہ نیچرل کانسٹی ٹیوشن ہے جس پر کہ وہ اپنی ماں کے پیٹ میں روحانی لحاظ سے بنایا جاتا ہے۔ "روسو" کے نزدیک انسان فطرتاً نیک پیدا ہوتا ہو "پستالوزی" اپنے دورِ اول اور دورِ آخر میں اسی کا قائل تھا۔ [۱]

اسلامی مفکرین کے خیالات بھی فطرت کے بارے میں یہی ہیں البتہ یہ واضح رہے کہ قوتِ ملکیہ اور قوتِ بہیمیہ کی جو بحث اسلامی لٹریچر میں بکثرت آتی ہو اس کا تعلق فطرت کے ماسوا نیکی و بدی کے "محرکات" سے ہے۔

اسی طرح ڈاکٹر یانگ "Jung" نے "Persena" اور "Anima" کے نام سے جو بحث کی ہے وہ قوت ملکیہ اور بہیمیہ سے ملتی جلتی ہو نہ کہ فطرت سے [۲]

وراثت کے اثرات | (۲) وراثت۔ انسان میں کچھ خاصیتیں اور صلاحیتیں بذریعہ وراثت نفوذ کرتی ہیں جو مزاج اور طبیعت میں دخیل بن کر سیرت سازی میں اثر انداز ہوتی ہیں۔ جس طرح انسان کی ظاہری صورت

---

[۱] پستالوزی کا فلسفۂ تمدن و تعلیم [۲] شاہ ولی اللہ کا فلسفۂ تعلیم۔

ابتدا میں بنتے وقت اثر قبول کرتی ہے اسی طرح اس کی معنوی صورت بھی اثر پذیر ہوتی ہے۔ اس مرحلہ میں چونکہ والدین زیادہ قریب ہوتے ہیں اس لئے اُن کی اچھائی اور بُرائی کا زیادہ اثر پڑتا ہے۔ پھر ان کے توسط سے تمام اُن لوگوں کا جن کا والدین پر اثر ہوتا ہے۔

اثرِ وراثت کے ثبوت میں "اجتماعیات" کے چند اقتباس یہ ہیں:-

"اخلاق ایک موروثی چیز ہے اور وراثت کو صرف وراثت ہی زائل کر سکتی ہے۔

ایک اور موقع پر ہے۔

"قوم صرف مادیات ہی میں اپنے اسلاف کی پیروی نہیں کرتی بلکہ وہ ان کے جذبات و احساسات سے بھی متاثر ہوتی ہے۔"[1]

نفسیات و اجتماعیات کے بعض ماہرین نے وراثت کو سب سے زیادہ موثر قرار دیا ہے۔ لیکن کسب و ریاضت کا قانون اتنی اہمیت تسلیم کرنے کے واسطے تیار نہیں ہے۔ ان ماہرین کے پاس زیادہ تر وہ تجربے ہیں جو رصد گاہوں میں "چوہے بندر وغیرہ حیوانات پر کئے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسان کے بارے میں ہر موقع پر یہ تجربے کس طرح حتمی اور قطعی قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ جبکہ انسان کو دیکھنے کے لئے جس نگاہ اور بلندی کی ضرورت ہے موجودہ دنیا کے پاس نہ وہ نگاہ ہے اور نہ بلندی جیسا کہ آگے تفصیل سے معلوم ہوگا۔

ماحول کے اثرات ۲۔ ماحول۔ انسان شعوری اور غیر شعوری طور پر ماحول کی تمام چیزوں سے متاثر ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ تاثر مزاج اور طبیعت میں دخیل بن جاتا ہے جس کا اثر اعمال و اخلاق میں نمایاں ہونے لگتا ہے۔

ماحول کی دو قسمیں ہیں (۱) مادی اور (۲) اجتماعی۔ مادی ماحول میں زندگی کی ضروریات اور تفریحات داخل ہیں۔ مثلاً زمین۔ مکان۔ باغ۔ دریا۔ نہر۔ چشمہ۔ فضا۔ آب و ہوا وغیرہ۔

اور اجتماعی ماحول میں تمدن اور مدنیت کو پیدا کرنے والی تمام چیزیں داخل ہیں۔ جیسے مدرسہ، تعلیم

---

[1] انقلاب الامم صہ۹ و صہ۱۳

اخلاق افکار و عقائد۔ ادب۔ فن۔ پیشہ وغیرہ

ماحول کے اثرات کے بارے میں چند رائیں یہ ہیں۔

ابن خلدون کہتے ہیں:۔

"انسان کے جسم اور اخلاق پر "اقلیم" درجۂ حرارت آب وہوا قحط و ارزانی وغیرہ تمام چیزوں کا اثر پڑتا ہے"۔ [1]

ڈاکٹر لیبان نے مادی ماحول کو کمتر درجہ کا موثر قرار دیا ہے۔ صرف اس صورت میں اثر تسلیم کیا ہے جبکہ قوم اپنے دورِ تکوین میں ہو اور قدیم موروثی اخلاق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا ہو البتہ اس نے اجتماعی ماحول کو کافی اہمیت دی ہے۔ [2]

لیبان کے علاوہ قدیم وجدید فلسفیوں (ارسطو۔ بقراط۔ ابن سینا۔ ادیب جاحظ وغیرہ مورخ مسعودی مونتسکیو وغیرہ) نے مادی ماحول کو کافی اہمیت دی ہے۔ [3]

پستالوزی کہتا ہے۔

"ہم نے جہاں تک دیکھا انسان کو اپنے ماحول کے اثر سے بنتے دیکھا۔" [4]

جہاں تک واقعات و مشاہدات کا تعلق ہے ماحول کا اثر وراثت سے زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے حتیٰ کہ وراثت بھی ماحول سے کافی متاثر نظر آتی ہے جن حاجتوں اور صلاحیتوں کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ بذریعہ وراثت آئی ہیں اگر ان کی تحلیل کی جائے تو ان کا بیشتر حصہ ماحول کا پیدا کردہ دکھائی دیگا۔

تربیت کی کارگذاریاں (۴) تربیت۔ اس کے ذریعہ اشخاص کے حالات و مزاج اور مربی (تربیت کرنے والا) کی فکری و عملی زندگی کے لحاظ سے مختلف قسم کے اثرات نمودار ہوتے ہیں۔

انسان کی جبلت کے پیش نظر تربیت کا اثر کس حد تک ظاہر ہوتا ہے؟ اس کو جدید و قدیم فنی اصطلاحات سے ہٹ کر اس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

---

[1] مقدمہ ابن خلدون المقدمۃ الخامسۃ [2] انقلاب الامم ص ۱۳ و ۲۸ و ۱۳۰ و ۱۳۱
[3] ابن خلدون از ڈاکٹر طٰہٰ [4] پستالوزی کا فلسفۂ تمدن و تعلیم۔

انسان میں دو قسم کی صفتیں پائی جاتی ہیں (۱) وہ جن کا تعلق مزاج اور طبیعت سے ہے مثلاً غصہ اور سہولت کی کمی بیشی ذکاوت و ذہانت کند ذہنی قوت یادداشت اور معاملہ فہمی کی صلاحیت وغیرہ یہ صفتیں انسان کی سرشت اور خمیر میں داخل شمار کیجاتی ہیں۔ قدیم اصطلاح میں انھیں جبلت کہا جاتا ہے اور جدید اصطلاح کے مطابق یہ "نفسیاتی بنیادیں" ہیں۔

تربیت کے ذریعہ اس قسم کی صفتوں میں تبدیلی تقریباً ناممکن ہے یعنی ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ غصہ اور شہوت کو تربیت کے ذریعہ ختم کر دیا جائے یا کند ذہن کو اعلیٰ قسم کا ذہین بنا دیا جائے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ اُن کے استعمال کا رُخ پھیر دیا جائے اور ایک حد تک ان میں نکھار پیدا کر دی جائے جس سے مظاہرہ کی شکلیں بدل جائیں۔

(۲) وہ جن کا تعلق مزاج اور طبیعت سے تو نہیں ہے لیکن بار بار کرنے سے ایسی مشق اور عادت ہو گئی ہے کہ گویا طبیعت ثانیہ بن گئی ہے۔

ایسی صفتیں انسان کی اختیاری ہیں جس طرح قصد و ارادہ سے عادت ڈالی جاتی ہے اسی طرح مختلف تدبیروں کے ذریعہ عادت چھوڑی جا سکتی ہے[1]

تربیت میں قوتِ ارادی کو زیادہ مضبوط بنانے کی ضرورت ہوتی ہے

تربیت میں دراصل قوتِ ارادی کو زیادہ مضبوط بنانے کی ضرورت ہوتی ہے علمارِ اخلاق کی رائے ہے کہ انسان کا مستقبل وراثت اور ماحول سے کہیں زیادہ اس کے ارادہ پر موقوف ہے۔ انسان کی دوسری صفتوں کی طرح "ارادہ" کے بھی اشخاص کے لحاظ سے مختلف درجے اور مرتبے ہوتے ہیں۔ کسی کا ارادہ فطرتاً قوی ہوتا ہے کسی کا کمزور اور کسی کا متوسط درجہ کا ہوتا ہے۔

تربیت کے ذریعہ کمزور ارادہ کو ایک حد تک قوی اور قوی سے قوی تر بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن اس قسم کی تربیت کے لئے بہترین زمانہ بچپن کا زمانہ ہے۔ بعض ترقی یافتہ ممالک میں کچھ لوگ تیسرے اور چوتھے سال ہی سے بچہ کی حتی المقدور ایسی تربیت شروع کر دیتے ہیں اور ان کی کوشش اس میں بڑی

[1] کشف الظنون اطلاق جلالی ص ۲۱ تا ۲۴۔

حد تک کامیاب بھی ہوتی ہے[۵۱] اس جگہ خواہش اور ارادہ کے فرق کو سمجھ لینا چاہیئے۔ ارادہ ایک فعلی اور کار کن کیفیت کا نام ہے اور خواہش ایک انفعالی اور کار پذیر حیثیت ہے[۵۲]۔ ارادہ کے لئے عمل شرط ہے بلکہ ارادہ کی انتہا عمل کی ابتدا ہوتی ہے[۵۳] اسی بنا پر علمائے اخلاق نے انسان کے مستقبل کو بڑی حد تک اس کے ارادہ پر موقوف قرار دیا ہے۔

مذکورہ تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ تربیت کا اثر دونوں قسم کی صفتوں میں ظاہر ہوتا ہے لیکن صفتوں کے درجہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اثر کی نوعیت میں کافی فرق ہوتا ہے۔

تربیت کے اثر کے بارے میں ایک شبہ کا جواب

اس موقع پر اس شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ جب جسمانی تربیت سے جسم میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ہے تو ذہنی و نفسی تربیت سے ذہن میں بھی تبدیلی نہ ہونی چاہیئے۔ دراصل انسان کی ذہنی ساخت قوتِ ارادی کی بنا پر جسمانی ساخت سے کہیں زیادہ لچکدار اور جذب و انجذاب کو قبول کرنے والی ہے اس بنا پر ذہن کو جسم پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔

پھر یہ قضیہ ہی تسلیم نہیں ہے کہ جسم تربیت کے اثر کو بالکلیہ نہیں قبول کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سخت اور بے لوچ ہونے کے باوجود ورزش وغیرہ تربیت سے جسم ایک حد تک سڈول اور خوشنما بن جاتا ہے۔ اسی طرح کسی حصہ کو غلط استعمال کرتے رہنے کی وجہ سے وہ بے ڈول اور کسی قدر بدنما ہو جاتا ہے۔ جب ورزش اور عادت سے یہ جسمی تفاوت مشاہدہ میں آتا رہتا ہے تو ذہن و نفس میں ذہنی و نفسی ورزشوں اور عادتوں سے مذکورہ تبدیلیاں تسلیم کرنے میں کونسی دشواری ہے؟ جبکہ جسم کے مقابلہ میں ذہن و نفس کہیں زیادہ لچکدار اور جذب و انجذاب کو قبول کرنے والے ہیں۔

فطرت کی ہر حیثیت سے حفاظت ضروری ہے

حاصل یہ ہے کہ وراثت اور تربیت جیسے قوی موثرات کے ہوتے ہوئے نہ فطرت بے غل وغش باقی رہ سکتی ہے اور نہ ہی اس کی صدا اتنی پرکشش و زوردار بن سکتی ہے کہ مزاحمت کا توڑ کئے بغیر ہر موڑ، ہر موقف پر رہنمائی کے فرائض انجام دیتی رہے۔

فطرت سے کام لینے کے لئے ضروری ہے کہ زندگی کے مثبت و منفی (Positive and Negative)

---

[۵۱] عروج و زوال کا الٰہی نظام ص۲۵ [۵۲] مقالۂ افادیت از جان اسٹوارٹ مل [۵۳] فلسفۂ تعلیم ص۸۶

دونوں قسم کے تاروں کا تعلق اس سے جوڑا جائے (ایک نظم کے ماتحت اوامر ونواہی کے سلسلہ پر عمل کیا جائے) جبھی اس میں روشنی ہوکر یہ روشنی زندگی کے لئے قابل اعتبار بن سکتی ہے۔ ایک "پودا" کہ جس کی کونپل " نکلنے کے ساتھ ہی کیڑے اس کا "رس" چوس لیتے ہوں کیڑوں کا علاج کئے بغیر یہ کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ "پودا" اپنی برگ وباری کی فطری صلاحیت کی بنا پر تناور درخت بن جائے گا؟

اسی طرح جب تک اس کو بہتر غذا (کھاد) اور آب وہوا نہ پہونچتی رہے گی یہ کیونکر ممکن ہو کہ حرارت و برودت کو جذب کر کے اپنی "توانائی" برقرار رکھ سکے گا؟

فطری مذہب والی فطرت کسی حیثیت سے محفوظ نہیں ہے

یہ بات خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ اگر "پودا" کو مناسب خوراک نہ پہونچائی گئی اور مضر اثرات (کیڑوں وغیرہ) سے اس کے تحفظ کا بندوبست نہ کیا گیا تو قوی اندیشہ ہے کہ یہ "کیڑے" زمین میں جذب ہوکر "کھاد" بن جائیں اور پھر اپنے موافق آب وہوا پاکر نئی کونپل اور نئے انداز کی برگ وباری کا سبب بنیں۔

ایسی صورت میں خود بینی کی نگاہیں یقیناً دھوکہ کھاکر پودا کی نشأۃ ثانیہ کو اصلی اور فطری بنائیں گی۔ لیکن حقیقت بینی کی نگاہوں سے وہ "کیڑے" مخفی نہ رہ سکیں گے جنھوں نے "رس" چوس کر توانائی حاصل کی اور پھر کھاد کی شکل میں تبدیل ہوکر نئی برگ وباری کا باعث بنے۔

غرض مذکورہ فطری مذہب میں زندگی کی کائنات جس مجہول فطرت کے حوالہ کی گئی ہے نہ اس کی غذا کا کوئی بندوبست کیا گیا ہے اور نہ ہی کیڑوں سے تحفظ کی تدبیر بتائی گئی ہے۔ بالآخر جس بات کا قوی اندیشہ تھا وہی ظاہر ہوکر رہی کہ کیڑوں (مزاحم موثرات ومحرکات) نے فطرت کا "رس" چوس کر اس کو بے جان بنا دیا اور زندگی میں جذب ہوکر نئے انداز میں اس کی تشکیل کی۔ پھر نہ فطرت کی اصلی تعبیر باقی رہی اور نہ اس پر مبنی انسانیت کی اصلی توجیہہ برقرار رہی نہ کسی ایک تعبیر سے مضبوطی کے ساتھ زندگی میں رہنمائی حاصل کی گئی اور نہ کسی ایک توجیہہ پر قناعت کی راہ اختیار کی گئی۔

مذہب فطرت کی ترویج کے بعد مذہب وحی کی ضرورت نہ سمجھی گئی

بہر حال اس حالت کے باوجود مذہب فطرت کی ترویج ہوئی جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ مذہب وحی سے بیزاری عام ہوگئی اور وسیع حلقوں میں یہ خیال

راسخ ہوگیا کہ زندگی کے نظریات وکردار کے تعین کے لئے مذہبی سند وتقلید کی ضرورت نہیں ہے۔ فطرت اور عقل کے ذریعہ انسان جو بصیرت حاصل کرتا ہو وہ کافی طور پر اس کی رہنمائی کر سکتی ہو۔

اس مذہبی گروہ پر پھر بھی مذہب فطرت کی نقاب پڑی ہوئی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی ایک ایسا گروہ چلتا رہا جو رہنمائی کے لئے اس مذہب کی بھی ضرورت نہ سمجھتا تھا اور سیاسی مداخلت کی وجہ سے یہ دونوں گروہ اکثر اوقات اس طرح خلط ملط اور خیالات میں یک رنگ ہو جاتے تھے کہ ان میں کسی قسم کا فرق کرنا نہایت دشوار تھا۔ ابتدا میں ڈی اسٹ "DEIST" (معتقد خدا بے وحی) کی اصطلاح غالباً فطری مذہب والوں کے لئے مقرر ہوئی تھی لیکن بعد میں یہ لقب اُن لوگوں کے لئے مخصوص ہوا جو معاملات میں خدا کی معجزانہ مداخلت کے بھی منکر تھے۔

پھر اٹھارھویں صدی کے آغاز میں "آزاد خیال" کی اصطلاح انگریزی ادب میں ظاہر ہوئی جس کا مطلب یہ تھا کہ خیال ہر قسم کی تقلید کی زنجیروں سے آزاد ہوگیا۔ اس صدی میں آزاد خیال کہلانے والے بکثرت پیدا ہوئے اور ان میں اپنی صداقت واہمیت کا احساس ترقی کر گیا کہ جس کے بعد مذہب وحی کی تقلید کی ضرورت نہ باقی رہی[۱]۔

اس قسم کی اصطلاحوں کا فلسفیانہ مصرف اگرچہ کچھ نہیں ہے لیکن چونکہ ان سے دورِ جدید کی ذہنیت سمجھنے میں سہولت ہوتی ہے اِس لئے تمدن واجتماع کے "قاموس نگار" ان اصطلاحوں سے بے نیاز نہیں ہو سکتے ہیں۔

مذہب فطرت کے آغاز سے انجام کا حال

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کوششوں کا بھی اجمالی تذکرہ کر دیا جائے جنھوں نے مذہب فطرت کے آغاز میں نمایاں حصہ لیا ہے تاکہ آغاز ہی سے انجام کا حال معلوم ہوسکے۔

"نشاۃ ثانیہ" میں نوافلاطونیوں نے افلاطون کی تعلیم کو جس انداز میں پیش کیا تھا اس میں مذہب فطرت کے خدوخال دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اس کے مطابق خدا اور بقائے روح پر پورا ایمان رکھنے سے

---

[۱] تاریخ فلسفۂ جدید۔ جلد اول صفحہ ۲۶۴ مترجمہ خلیفہ عبدالحکیم صاحب

فرد کی مذہبی ضروریات پوری ہو جاتی تھیں۔ اطالیہ کے شہر فلارنس (FLORENCE) میں ایک افلاطونی اکاڈمی قائم تھی جو نہایت باا ثر تھی اور افلاطونی خیالات کی پرزور مبلغ تھی۔

اس کے علاوہ اطالیہ کی تحریک "انسیت" بھی مذہب فطرت جیسے مذہبی خیالات کے تغیر کی کوشش کی گئی تھی۔ یہ تحریک ایک ہمہ گیر میلان حیات کی شکل میں رونما ہوئی تھی جو انکشاف انسان پر مبنی تھی اور خصوصی تعلیم یہ تھی کہ فطرت انسانی کا بغور مطالعہ کیا جائے اور اسی کو زندگی کے مرحلات میں بنائے عمل قرار دیا جائے۔ اس میں شک نہیں کہ یہ تحریک بڑی حد تک اسلامی تعلیمات کی مرہون منت ہے اسلام نے جس انداز میں انسان کی حقیقت کو بے نقاب کیا ہے بڑی حد تک وہ روح اس کی بنیاد میں بولتی ہوئی نظر آرہی ہے لیکن اسلام نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ مقام اور کردار کی واضح "تصویر" پیش کی ہے اور فکر و عمل کی حدیں و سمتیں متعین کی ہیں ان سب تعلیمات کی جانب سے مایوس کن حد تک اس تحریک میں بے اعتنائی برتی گئی ہے۔

ابتدا میں یہ تحریک زیادہ واضح نہ تھی۔ انسانیت کا کوئی معین تصور اس کے سامنے تھا اور نہ اس کے ارتقاء کی راہ متعین تھی۔ اس بنا پر ایک عرصہ تک ایسا محسوس ہوتا رہا کہ اس میں مذہب وحی کے "مقابل" بننے کے جراثیم نہیں ہیں اور جدید انسانیت و مذہب دونوں دوش بدوش چل سکتے ہیں۔ چنانچہ "کلیسا" اپنے مفاد کے حصول کے لئے اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا لیکن زیادہ زمانہ نہ گذرنے پایا تھا کہ مذہب وحی کے ساتھ اس کی مزاحمت بے نقاب ہو کر سامنے آگئی اور اس نئی شراب نے پرانے شیشوں کو توڑ ڈالا۔

معارف الحدیث

یعنی احادیث نبوی کا جدید انتخاب۔ اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ۔ از مولانا محمد منظور صاحب نعمانی۔ قیمت 3/75 جلد دوم 4/75 کامل ہردو 8/50

مکتبۂ برہان اردو بازار۔ دہلی ۶